احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۳-۷۸ | منگل ۸ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ، ۲۹ احسان ۱۳۷۲ ہش، ۲۹ جون ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۴۶

بغیر اخلاص کوئی عمل مقبول نہیں

سو اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں۔ اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اوّل اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"بات یہ ہے کہ جب انسان جذباتِ نفس سے پاک ہوتا اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے۔ اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ جہاں لوگ ابتلاء میں پڑتے ہیں وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادہ سے مطابق نہیں ہوتا۔ خدا کی رضا اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے۔ مثلاً غصہ میں آکر کوئی ایسا فعل اس سے سرزد ہو جاتا ہے جس سے مقدمات بن جایا کرتے ہیں۔ فوجداریاں ہو جاتی ہیں مگر اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت و سکون نہ ہو گا۔ اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی (۔۔۔) اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے، تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا، لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے۔ وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔ بسا اوقات وہ اس جگہ مواخذہ میں پڑے گا۔ سو اس کے مقابل اللہ نے فرمایا کہ ولی جو میرے ساتھ بولتے چلتے کام کرتے ہیں۔ وہ گویا اس میں محو ہیں۔ سو جس قدر کوئی محویت میں کم ہے۔ وہ اتنا ہی خدا سے دُور ہے۔ لیکن اگر اس کی محویت ویسی ہی ہے جیسے خدا نے فرمایا تو اس کے ایمان کا اندازہ نہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۹-۱۰)

اعلان نکاح

○ مکرم مرزا حمید برلاس صاحب صدر جماعت ڈیورن جرمنی ابن مکرم مرزا عبدالرشید صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ کا نکاح محترمہ شہلا میر صاحبہ بنت مکرم میر عبدالکریم صاحب ایمسٹرڈیم ہالینڈ کے ہمراہ مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل المال ثانی نے ۱۷ جون ۹۳ء کو بعد مغرب بیت مبارک ربوہ میں پڑھا۔ لڑکا مکرم مرزا محمد عبداللہ صاحب دفعدار لائبریرین قادیان کا پوتا اور لڑکی مکرم عبدالعزیز صاحب ڈار کی پڑپوتی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر دو خاندانوں کے لئے مبارک فرمائے۔

> خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمتیں عبادت گزاروں کے شامل حال ہوتی ہیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"عبادات کے متعلق میں نے لمبے عرصہ تک مسلسل خطبات دیئے اور جماعت کو ہر پہلو سے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ جب تک جماعت عبادت پر قائم نہیں ہو جاتی نہ احمدیت کسی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ اس کے دُنیا میں غلبہ پانے کے کوئی معنی ہیں کیونکہ (۔) میں نے عبادت کی غرض کے سوا کسی اور غرض سے انسان کو پیدا نہیں کیا۔ انسان کو اور جن کو پیدا کیا ہے تو عبادت کی غرض سے کیا ہے۔ پس اگر انسان کی پیدائش کی غرض ہی پوری نہ ہو تو باقی ساری باتیں تو ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اسی جماعت سے تعلق ہے اور اسی سے رہے گا جو اس کی عبادت کا حق ادا کرتی ہے۔ اور جب تک وہ یہ حق ادا کرنے کی کوشش کرتی رہے گی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کے فضل اور اس کی نصرتیں ایسی جماعت کے شامل حال رہیں گی۔

اگرچہ یہ درست ہے کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قیام عبادت کے لحاظ سے تمام دنیا کی مذہبی جماعتوں میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے صرف عبادت کے ظاہر ہی کو نہیں پکڑتی بلکہ اس کی رُوح سے بھی فائدے کی کوشش کرتی ہے۔ جماعت کی بھاری اکثریت ایسی ہے جس نے رفتہ رفتہ عبادت کے مضمون کو سمجھ لیا ہے۔ اور مسلسل کوشش کر رہی ہے کہ محض ظاہری طور پر کھڑے ہونا اور رکوع کرنا اور کھڑے ہونا اور سجدے میں گرنا۔ عبادت نہ رہے بلکہ روح بھی ساتھ خدا کے حضور قیام پکڑے۔ رُوح بھی رکوع کرنے والے کے ساتھ رکوع میں جائے اور پھر کھڑے ہونے والے کے ساتھ خدا کے حضور ایستادہ کھڑی ہو جائے اور پھر جھکنے والے کے ساتھ خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جائے۔ یہ جسم اور رُوح کی وہ اکٹھی عبادت ہے جو حقیقت میں انسان کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیا کرتی ہے۔

(از خطبہ فرمودہ ۱۱ ستمبر ۱۹۹۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۹ احسان ۱۳۷۲ ہش ۲۹ جون ۱۹۹۳ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے فرماتے ہیں:

۱۔ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے روشنی نہ ہو انسان کو یقین نہیں ملتا۔ اس کی باتوں میں تناقص ہوگا۔

۲۔ تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل ہے۔ اُسے وہی طے کر سکتا ہے۔ جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلے۔ جو وہ چاہے وہ کرے اپنی مرضی نہ کرے۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو ہرگز نہ ہوگا۔

۳۔ تقویٰ کے معنی ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا۔ مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ مَیں نیک ہوں۔ اس لئے کہ مَیں نے کسی کا مال نہیں لیا۔ نقب زنی نہیں کی۔ چوری نہیں کرتا۔ بدنظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے۔

۴۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے۔ اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہوگے اور خدا اسے دیکھے گا۔ اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔

۵۔ انسان کے اخلاق ہمیشہ دو رنگ میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ یا ابتلاء کی حالت میں اور یا انعام کی حالت میں۔ اگر ایک ہی پہلو ہو اور دوسرا نہ ہو تو پھر اخلاق کا پتہ نہیں مل سکتا۔

۶۔ مذہب یہی ہے کہ انسان خوب غور کرے اور دیکھے اور عقل سے سوچے کہ وہ ہر آن خدا کا محتاج ہے۔ اور اس کی طرف عجز سے انسان کی جان پر، مال پر، آبرو پر، بڑے بڑے مصائب اور حملے ہوتے ہیں۔ لیکن سوائے خدا کے اور کوئی نجات دینے والا نہیں ہوتا۔

۷۔ تعجب ہے کہ انسان اس دنیا میں راحت اور آرام طلب کرتا ہے حالانکہ اس میں بڑی بڑی تلخیاں ہیں۔ خویش و اقارب کو ترک کرنا، دوستوں کا جُدا ہونا، ہر ایک محبوب سے کنارہ کشی کرنا۔ البتہ آرام کی صورت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ دل لگایا جائے۔

۸۔ آخرت کی فکر کرو۔ جو آخرت کی فکر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں اس پر رحم کرے گا۔

اِک دوسرے سے بات کی راہیں تو کھولئے
اور جب بھی بولنا ہو محبّت سے بولئے
تولیں گے لوگ آپ کی ایک ایک بات کو
اَوروں کی بات سُن کے اُسے آپ تولئے

ابوالاقبال

انداز پذیرائی ہر بار نہیں یکساں
اقرار نہیں یکساں انکار نہیں یکساں

کیفیت چشم اُن کی تصویر میں دیکھی ہے
خوابیدہ نہیں یکساں بیدار نہیں یکساں

کچھ اپنی بھی عادت ہے آسودۂ غم رہنا
کچھ راہِ محبّت بھی پُرخار نہیں یکساں

دیدار میں کیا اُن پر گذری ہے خُدا جانے
لَوٹے ہیں تو حضرت کی رفتار نہیں یکساں

تم بام پہ آجانا لیکن یہ سمجھ لینا
ہر چشمِ تماشا کا کردار نہیں یکساں

دل ڈوب کے یادوں کی لہروں میں اُبھرتا ہے
ہے مدّ و جذر جاری آزار نہیں یکساں

کٹ جائے پلک جھپکے آنکھوں میں کبھی ٹھہرے
ہر رات گذرنے کی رفتار نہیں یکساں

امۃ الباری ناصر

پانچ ہزار واقفین عارضی کی ضرورت

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث فرماتے ہیں:
"پھر موصیان کے ذمہ ایک یہ کام بھی کیا گیا تھا کہ جماعت احمدیہ کی عام تربیت کے معیار کو بلند کرنے کے لئے ان کی کوششوں سے کم از کم پانچ ہزار واقفین عارضی ہمیں ملنے چاہئیں" (الفضل ۸ فروری ۱۹۷۳ء)
افراد جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ اپنے آپ کو وقف عارضی کے لئے پیش کر کے اس روحانی تحریک کی برکتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔"
(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا
اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

ڈان
۱۶۔ جون ۱۹۹۳ء

Ethnicity vs religion

PHYSICS has given us the concept of strong and weak forces which exist in the sub-atomic world. According to this concept particles can be grouped into four categories based on the strength of the force that they carry. The interplay of these forces determines the stability of matter and that of our cosmos.

In a similar way the stability of nations is also determined by multiple forces, some weak and some strong. It will need a lot of research and study to identify all these forces. But a cursory observation indicates that ethnicity is a strong force and ideology (including religion) a relatively weak force. When there is no conflict between the two, the situation remains stable. When there is conflict, then ethnicity almost always prevails over ideology or religion. There are ample examples of this in history. The two world wars were fought between nations professing the same religion i.e. Christianity. Similarly very bitter conflicts have occurred between Arabs and Turks, Persians and Arabs and a civil war is at present raging between ethnic Afghans. In all these cases the strong force (ethnicity) has prevailed over the weak force (religion). Some times ethnicity and religion combine to achieve the same goal. Such a combination occurred during the time of crusades leading to one of the longest wars in the history of mankind. To some extent such a combination exists in the present Bosnian conflict.

Why is ethnicity a strong force? I think the reason is biological. Ethnicity is a primitive instinct deeply embedded in our sub-conscious. It is likely that our cave dwelling ancestors acquired genes which automatically drew ethnic groups together in times of stress, as nature places greater emphasis on survival of the group than of the individual. Such instinctive behaviour is not a reflection of intelligence in any way. Germany has produced some of the greatest philosophers and scientists and yet their anti-semitic passions were so easily aroused by Hitler. Ideology, on the other hand, is a product of our conscious mind and it does not have as great a hold on our emotions as ethnicity does. On occasions, when ideology has triumphed over ethnicity, its triumph has been short-lived e.g. Communism in the USSR and Yugoslavia. Karl Marx's clarion call to workers of the world to unite, was an attempt to rise above ethnicity. In reality a futile attempt and based on over-optimistic view of human nature.

The politicians, realising the ethnicity is a strong force, have used it in their bid for power with great success, but with disastrous consequences to multi-ethnic nations. India is particularly vulnerable to ethnic pressures, in contrast to countries like China and Japan which are ethnically more homogenous. In Pakistan the ethnic card was first played by Shaikh Mujibur Rahman and led to the division of the country. Unfortunately, the temptation to use this card has grown again because of the political uncertainties which exist at present. I hope our politicians realise that once the ethnic card is played there is no going back and the weaker force (religion) will not be able to hold the nation together, as history has already shown in the case of East Pakistan.

VIQAR ZAMAN
Karachi

DAWN WEDNESDAY, JUNE 16, 1993

فزکس نے ہمیں یہ نظریہ دیا ہے کہ تحت الذراتی (SUB-ATOMIC) دنیا میں کچھ مضبوط طاقتیں ہیں اور کچھ کمزور طاقتیں۔ اس نظریے کے مطابق ذرات کو آپس میں چار گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اور اس تقسیم کی بنیاد ان کی ذاتی طاقت ہوتی ہے۔ یہ جب آپس میں ملتے ہیں تو مادے کے استحکام اور اسی طرح ہماری کائنات کے متعلق فیصلہ کرتے ہیں۔ یعنی بتاتے ہیں کہ وہ کتنی مستحکم ہے۔ اسی طرح سے جہاں تک قوموں کا تعلق ہے ان میں سے بھی بعض طاقتیں مضبوط تسلیم کی جاتی ہیں اور بعض کمزور۔ لیکن یہ سب کچھ معلوم کرنے کے لئے بہت سی تحقیقات اور مطالعہ کی ضرورت ہو گی۔ ایک سطحی مطالعہ بتاتا ہے کہ علاقائی تعلقات ایک مضبوط قوت ہے اور نظریہ (جس میں مذہب بھی شامل ہے) نسبتاً کمزور طاقت ہے۔ جب ان کا آپس میں کوئی تصادم نہ ہو تو حالت مستحکم رہتی ہے لیکن جب ان کا آپس میں تصادم ہو جائے تو علاقائی تعلق تقریباً ہمیشہ نظریاتی یا مذہبی تعلقات پر چھا جاتا ہے۔ تاریخ میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ دو عالمی جنگیں ایسی قوموں کے درمیان لڑی گئیں جو ہم مذہب تھیں یعنی عیسائی۔ اسی طرح بہت شدید تصادم ہوتے رہے ہیں۔ عربوں اور ترکوں میں اور ایرانیوں اور عربوں میں ہوتے ہیں اور ایک خانہ جنگی موجودہ وقت میں افغانستان میں بھڑکی ہوئی ہے جو علاقائی گروہوں کے درمیان ہو رہی ہے۔ ان تمام حالات میں مضبوط طاقت یعنی علاقائی تعلقات، کمزور طاقت یعنی مذہب پر چھا گئے ہیں۔ بعض اوقات علاقائی تعلق اور مذہبی تعلق اکٹھے ہو جاتے ہیں تاکہ وہ ایک ہی قسم کا ہدف حاصل کر سکیں جیسا کہ صلیبی جنگوں کے زمانہ میں ہوا جو تاریخ کی سب سے لمبی جنگ کہلاتی ہے کسی حد تک یہی کیفیت اس وقت بوسنیا میں جاری ہے۔ علاقائی تعلقات ایک مضبوط طاقت ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ حیاتیاتی ہے BIOLOGICAL جہاں تک علاقائی تعلقات کا تعلق ہے وہ ایک ازمنہ گزشتہ کی حس ہے جو ہمارے تحت الشعور میں بڑی مضبوطی سے قائم ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ ہمارے وہ بزرگ جو غاروں میں رہتے تھے۔ انہیں حیاتیاتی مادہ ایسا ملا جس نے از خود علاقائی گروہوں کو اکٹھا کر لیا خاص طور پر ایسے وقت میں جب پریشانی تازہ ہو جاتی تھی۔ کیونکہ قدرت اس بات پر بہت زیادہ زور دیتی ہے کہ فرد کی بجائے گروہ زندہ رہے۔ یہ حیاتیاتی جذبہ ہماری ذہانت سے کسی طرح بھی متعلق نہیں ہے۔ جرمنی نے بعض سب سے بڑے بڑے فلاسفر اور سائنس دان پیدا کئے ہیں لیکن اس کے باوجود انسانی مخالف جذبات اتنے جلدی سے ہٹلر کے زمانے میں بھڑکائے گئے اس کے مقابلہ میں جہاں تک نظریہ کا تعلق ہے یہ ہمارے شعور کا نتیجہ ہے اور یہ اتنا مضبوطی سے جذبات کو نہیں تھامتا جتنا علاقائی تعلق کو بعض اوقات جب نظریہ علاقائی تعلق پر فتح پا گیا ہے اس کی فتح بہت مختصر وقت کے لئے قائم رہی ہے مثلاً سوویت یونین میں کمیونزم کارل مارکس نے جو دنیا بھر کے محنت کشوں کو دعوت دی تھی کہ وہ اکٹھے ہو جائیں۔ یہ ایک کوشش تھی کہ علاقائی تعلقات سے بالاتر ہو جائیں حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بے معنی سی کوشش تھی۔ اور محض امید کو سامنے رکھتے ہوئے آگے لائی گئی تھی۔ جہاں تک سیاستدانوں کا تعلق ہے یہ جانتے ہوئے کہ علاقائی تعلق ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ انہوں نے اسے اقتدار حاصل کرنے کے لئے نہایت کامیابی کے ساتھ استعمال کیا۔ لیکن اس کے نتائج بہت خطرناک نکلے ہیں۔ ان علاقوں کے لئے جہاں کئی قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ ہندوستان خاص طور پر اس سے متاثر ہونے والا ملک ہے۔ اس کے مقابلے میں چین اور جاپان کو لیجئے جہاں علاقائی تعلق بہت سی شقوں میں نہیں بٹا ہوا۔ پاکستان میں علاقائی تعلقات کو سب سے پہلے شیخ مجیب الرحمان نے اپنے فائدے کے لئے استعمال کیا تھا۔ اور ملک کو تقسیم کروا دیا تھا۔ بدقسمتی سے یہ جذبہ کہ علاقائی تعلقات کا استحصال کیا جائے اب پھر سر اٹھا رہا ہے کیونکہ یہاں پر سیاسی غیر یقینی پائی جاتی ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے سیاستدان اس بات کا احساس کریں گے کہ ایک دفعہ علاقائی تعلقات کا استحصال شروع کر دیا جائے تو پھر اس سے واپسی کا کوئی رستہ نہیں ہوتا۔ اور کمزور طاقت (مذہب) بھی اس قابل نہیں ہوتی کہ قوم کو اکٹھا رکھ سکے۔ تاریخ میں اس بات کو مشرقی پاکستان نے ثابت کر دیا ہے

یہ خط وقار زمان نے کراچی سے ڈان کے ۱۶؍ جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں شائع کروایا۔

ڈان
۲۹۔ مئی ۱۹۹۳ء

ذیل میں درج تراشہ کا ترجمہ الفضل ۲۷؍ جون ۱۹۹۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔

Do something

I HAVE recently returned from the USA, after a two-year stay there in connection with advanced studies.

Among the many things I observed about the lifestyle of the affluent American society and the average Americans was the very high rate of heart diseases among them.

In fact, statistics related to this disease in America are quite alarming. When I further delved into the subject, I found that the main cause of heart disease was high cholesterol levels in the body, caused as a result of rich food intake and other factors such as smoking and lack of exercise.

I wonder if anything is being done in Pakistan to study this problem and nip it in the bud. I have not come across any statistics concerning the incidence of heart disease in this country. But I am sure the concerned people are working on it. It will certainly be a public service if they can release their findings.

One thing is certain, however. The kind of life that we in Pakistan lead, particularly in the urban centres, cholesterol levels in the population must be quite high.

Perhaps, the Pakistan Medical Association or the Ministry of Health can look into this matter and do something to arrest the problem before it gets out of hand. For all you know, it may already have!

SALEEM AHMED — Lahore

DAWN SATURDAY, MAY 29, 1993

عطیۂ خون خدمت بھی ہے، عبادت بھی
ایڈیشنل ناظم خدمت خلق مجلس خدام الاحمدیہ۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوسف سہیل شوق

جناب ستّار طاہر صاحب

محترم ستّار طاہر صاحب گذشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ آپ ہمارے ملک کے چوٹی کے ادیب اور صحافی تھے۔ ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور کے ایڈیٹر رہے ترجمہ آپ کا خصوصی میدان تھا آپ کے قلم سے کئی کتابوں کے تراجم شائع ہوئے۔ آپ کئی اخبارات۔ امروز وغیرہ میں کالم بھی لکھتے رہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی۔ اس معاملے کی کسی قدر تفصیل احباب جماعت کے علم اور تاریخ کے ریکارڈ کی خاطر درج کی جاتی ہے۔

محترم ستّار طاہر صاحب کا جماعت احمدیہ سے رابطہ مکرم ڈاکٹر عبدالرشید تبسم صاحب کی وساطت سے ہوا۔ ان کے ذریعے آپ کا مرکز سے رابطہ ہوا اور محترم مولانا نسیم سیفی صاحب جو ان دنوں ماہنامہ تحریک جدید کے ایڈیٹر تھے ان دنوں ان کی ملاقاتیں اور خط و کتابت ہوتی رہی۔

محترم ستّار طاہر نے اپنے ایک خط محررہ ۱۷۔ فروری ۱۹۸۳ء کو محترم مولانا نسیم سیفی صاحب کے ذریعے جماعت احمدیہ کا لٹریچر طلب کیا۔ اور ربوہ آنے کی خواہش ظاہر کی۔ مکرم ستّار طاہر صاحب نے لکھا،

"تحریک جدید کا تازہ شمارہ مل گیا ہے۔ شکر گزار ہوں۔۔۔ جناب گذارش یہ ہے کہ میں نے آپ سے عرض کی تھی کہ میں جملہ لٹریچر کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے تین کتابیں بھجوائیں جن سے میں مستفید ہوا۔ .... میں ایک طالب علم اور متلاشی ہوں سچائی کی تلاش میں رہتا ہوں"

اس سے پہلے محترم ستّار صاحب محترم ڈاکٹر عبدالرشید تبسم صاحب ماڈل ٹاؤن کے واسطے سے نہ صرف احمدیت سے اچھی طرح واقف ہو چکے تھے بلکہ اسکے بعد انہوں نے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ربوہ آکر ۔۔۔ بھی کر لی تھی۔ مکرم ڈاکٹر عبدالرشید تبسم صاحب نے محترم مولانا نسیم سیفی کو ۶، جون ۱۹۸۳ء کو جو خط لکھا۔ اس میں ذکر ہے کہ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے وہ احمدی ہو چکے تھے۔ مگر انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا تھا۔ چنانچہ جب سیارہ ڈائجسٹ کے مالک سیٹھ سلیمان یوسف صاحب (مالک پیراڈائز۔ سبسکرپشن ایجنسی کراچی) نے رسالے کی ادارت ان کے سپرد کرنے کے لئے ان کو کراچی بلایا تو سیٹھ صاحب نے کہا کہ "رسالے کے ایڈیٹوریل کی ذمہ داری سمیت رسالہ کو سنبھالو"۔

(اس وقت ستّار طاہر ۔۔۔ ہو چکے تھے)

اسی خط میں مکرم ڈاکٹر عبدالرشید تبسم صاحب نے محترم ستّار طاہر صاحب کے عقیدے کے بارے میں لکھا۔

عقیدہ

"ستّار طاہر صاحب اس وقت پینتالیس برس کے پیٹے میں ہیں انہوں نے اپنی تمام عمر کے مطالعے کا نتیجہ نئے عقیدہ (۔۔۔۔) کی صورت میں اخذ کیا ہے اس میں انکی کسی دنیوی مصلحت کو دخل نہیں یہ عقیدہ ان کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکا ہے اور قبر میں بھی ان کے ساتھ جائے گا۔"

اس خط میں آگے چل کر لکھا،

"ستّار طاہر نئے احمدی ہیں، جماعت کے صاحب رسوخ حضرات سے بھی ابھی ان کا تعارف نہیں ہوا"،

(خط بنام محترم نسیم سیفی صاحب محررہ ۴، جون ۱۹۸۳ء)

محترم ستّار طاہر صاحب کے ۔۔۔ ہونے پر محترم ڈاکٹر عبدالرشید تبسم صاحب نے ایک اور خط میں بھی روشنی ڈالی ہے وہ لکھتے ہیں۔

".... عام طریق یہ ہے کہ جو صاحب مسائل لے کر آئے وہ "مذہب" بالخصوص اسلام اور "عقیدہ" سے گفتگو کا آغاز کرکے موقع دیتا ہے کہ اسے سمجھایا جائے۔ لیکن لاہور کا اعلیٰ ترین تعلیم یافتہ طبقہ یہ راستہ اختیار نہیں کرتا۔ وہ اپنے مذہبی مسائل کو اپنے طور پر علوم مروجہ سے مربوط کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گویا وہ عقل کی چھت پر کھڑا ہوتا ہے۔ علوم مروجہ اس کی سیڑھی ہوتے ہیں۔ اس سیڑھی کے راستے وہ فرش پر کسی کے سہارے صحیح سلامت اترنا چاہتا ہے۔ اس کے نزدیک اس فرش کا نام مذہب ہوتا ہے۔ یہ صورت حال بہت مشکل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ ایسے شخص کو وہی (دعوت الی اللہ) کر سکتا ہے جس کے ذہن نشین مروجہ علم کا مطالعہ اس سے زیادہ ہو۔ مجھے۔ یہاں ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ درحقیقت ابتدا میں ستّار طاہر کا معاملہ بھی یہی تھا۔ وہ کئی بار دو دو تین تین دن میرے پاس قیام کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ستّار طاہر صاحب بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں اور ہر روز احمدیت ان کے رگ و ریشہ میں زیادہ اتر رہی ہے اب بھی وہ ہر مہینے دو ایک راتیں میرے گھر بسر کرتے ہیں۔"

خط بنام نسیم سیفی صاحب محررہ ۱۰، ستمبر ۱۹۸۳ء)

محترم ستّار طاہر صاحب ۔۔۔ ہونے کے بعد ربوہ نہ صرف خود آتے رہے بلکہ اپنے صحافی دوستوں کو بھی لاتے رہے چنانچہ محترم نسیم سیفی صاحب کے نام اپنے ایک خط میں محترم ستّار طاہر صاحب نے جبکہ وہ سیارہ ڈائجسٹ کے ایڈیٹر تھے، لکھا۔

"اس بار سالانہ جلسے پر میں اپنے ساتھ چار افراد کو لے کر آنا چاہتا ہوں ان میں سے ایک صاحب تو میرے اپنے دفتر میں نائب مدیر ہیں۔ ایک ڈان میں سب ایڈیٹر ہیں اور دو حضرات پبلشر ہیں۔ ان میں سے ایک امروز میں سب ایڈیٹر بھی ہیں مجھے بتایا گیا ہے کہ اگر پہلے اطلاع دی جاسکے تو پھر رہائش کا اچھا انتظام ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی یہ چاروں حضرات غیر از جماعت ہیں۔ اس لئے ان کو بہتر سہولت ملے تو اچھا تاثر پیدا ہوگا۔ یہ اچھے لوگ ہیں جو خود ربوہ سالانہ جلسے میں شرکت کا ارادہ رکھتے تھے۔ میری دعوت نے اس ارادے کو پختگی بخش دی ہے۔"

(خط بنام نسیم سیفی صاحب محررہ ۱۵، نومبر ۱۹۸۳ء)

محترم ستّار طاہر صاحب کے بارے میں محترم ڈاکٹر عبدالرشید تبسم صاحب نے ایک اور خط میں مولانا نسیم سیفی صاحب کو لکھا،

"ستّار طاہر کا معاملہ ٹھیک ہو گیا۔ وہ ٹھیک چل رہے ہیں۔ جب بھی مجھ سے تفصیلی بات کرنی ہو شام کو میرے پاس آجاتے ہیں اور رات میرے پاس رہتے ہیں۔ اطمینان سے بات ہو جاتی ہے۔ چار دن ہوئے وہ پھر ایک رات میرے پاس تھے۔ میں نے ان کو مشورہ دیا کہ جماعت کے معاملہ میں اب کھل کر سامنے آئیں اور اب میرے حوالے سے بات کرنے کی بجائے بزرگان و زعمائے سلسلہ سے براہ راست تعلقات بڑھائیں۔"

اسی خط میں محترم تبسم صاحب نے مزید لکھا ہے،

"ستّار طاہر نے ۔۔۔ کے وقت حضور ایدہ اللہ (یعنی حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ ناقل) سے عرض کیا تھا کہ وہ اپنے بعض حالات کی وجہ سے ابھی اپنی بیعت کو اخفا میں رکھنا چاہتے ہیں۔ حضور نے اسے پسند فرمایا اور بیعت سے سرفرازی بخشی۔ لاہور واپس آکر طاہر نے اپنی اس مشکل پر قابو پانے کے لئے جدوجہد شروع کر دی۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ (ایک اہل قلم کو) آپ کی زبانی یا کسی دوسرے دوست کی زبانی یہ معلوم ہو گیا کہ طاہر صاحب بیعت کر چکے ہیں۔ طاہر کی پوزیشن بہت بلند ہے۔ غالباً حیرانی اور مسرت کے ملے جلے جذبات سے مغلوب ہو کر (ان صاحب) نے پاکستان کے تمام ممتاز صحافیوں اور ادیبوں کو، جن سے ان کی واقفیت تھی، خطوط لکھ مارے کہ ستّار طاہر صاحب نے ۔۔۔ کر لی ہے جس جس کو خط ملا اس نے طاہر صاحب سے ٹیلیفون پر رابطہ پیدا کرکے اس اطلاع کی تردید یا اعتراف کا تقاضا کیا۔ طاہر صاحب کو ہر ایک سے لامحالہ یہ کہنا پڑا کہ یہ اطلاع درست ہے چلیئے پوزیشن کھل کر سامنے آگئی۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ عین ان ہی دنوں طاہر کی جدوجہد کامیاب ہو کر ان کے اطمینان کا باعث بن گئی اور جس وجہ سے انہوں نے بیعت کو جزوی طور پر اخفاء میں رکھا ہوا تھا وہ جاتی رہی۔"

(خط بنام نسیم سیفی صاحب محررہ ۱۹، نومبر ۱۹۸۳ء)

خاکسار راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اگرچہ محترم ستّار طاہر صاحب کا رابطہ محترم نسیم سیفی صاحب سے قریباً ۸۳-۱۹۸۲ء کا ہے مگر اس سے قبل محترم سیفی صاحب کے سیرالیون جانے سے پہلے یعنی ۱۹۷۶ء سے پہلے بھی مکرم ستّار طاہر صاحب کا محترم سیفی صاحب سے رابطہ تھا۔

آخری بات یہ ہے کہ محترم ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب اپنے گھر واقع دارالنصر غربی میں ادبی محافل کا انعقاد کیا

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک بوسنین بچے کی کہانی

مکرم سید شمشاد احمد صاحب ناصر نے ہوسٹن سے ہوسٹن کرانیکل کا ایک تراشہ ارسال کیا ہے جو اخبار مذکور نے واشنگٹن پوسٹ سے ایک خبر لے کر ترتیب دیا اس تراشہ میں مسٹر PETER MAASS کہتے ہیں طزلہ بوسنیا ADMIR SCRAWNY ایک سکرانی بچہ ہے جو بمشکل بندوق اٹھا سکتا ہے لیکن اس نے اتنی زیادہ موت اور تکالیف دیکھی ہیں جتنی کہ جنگ میں صف اوّل کے فوجی دیکھتے ہیں۔

اس کی ماں جب اپنی گائیوں کو چارہ دے رہی تھی تو ہمسایہ سرب لوگوں نے اسے گولی سے اڑا دیا۔ جب لڑنے والوں کے ایک بدنام گروہ جن کا سرب سے تعلق تھا نے لوگوں کو ان کے گاؤں میں ذبح کرنا شروع کیا تو ادمیر پہاڑیوں کی طرف بھاگ نکلا وہ چلتے چلتے سربرینیکا پہنچ گیا اور یہ علاقہ سربوں کے محاصرے کا ہدف بن گیا ہوا تھا اور وہاں حالات اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہو گئے تھے۔

ادمیر ۹ دیگر مسلمانوں کے ساتھ ایک کمرے میں رہنے لگا اور وہاں وہ تقریباً قحط ہی کی صورت سے دوچار تھا وہ رات کے وقت باہر چلا جاتا اور جو خوراک امریکی جہاز فضا سے پھینکتے تھے اس کا لڑ جھگڑ کر کوئی حصہ لے کر زندہ رہا اس نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کو ہلاک کر رہے ہیں یعنی جب وہ خوراک لینے کے لئے ہجوم در ہجوم اکٹھے ہوتے تھے یوں لگتا تھا کہ وہ بے چین چیونٹیاں ہیں اور خوراک کے کریٹوں پر پل پڑی ہیں ہر شخص جنگ آزما تھا۔ بچے، عورتیں بڑی عمر کے مرد۔

ادمیر نے بتایا کوئی شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ سرب اسے گولی کا نشانہ بنا دیں گے۔ وہ قریب تو تھے لیکن اتنے بھوکے تھے کہ وہ کسی اور طرف توجہ ہی نہیں دے سکتے تھے۔

یہ اس کی کہانی کا وہ نصف حصہ ہے جسے بہتر کہا جا سکتا ہے اور اس نے یہ کہانی مسلمانوں کے ایک مضبوط علاقے طزلہ میں ایک ہسپتال کے بیڈ سے سنائی۔ چار پائیاں ایک دوسرے سے اتنی قریب ہیں گویا وہ اس جگہ ٹھونسی ہوئی ہیں۔ یہ سب ایک ہی چھوٹے سے کمرے میں ہیں۔ ان میں سے ایک ادمیر کے لئے ہے اس کے ہاتھ پر خاصا زخم آیا ہوا ہے چار دیگر فوجی جن کی ٹانگیں یا بازو کٹ چکے ہیں یا ان کے سینے سربوں نے گولیوں سے چھلنی کر دیئے ہیں ہوا میں بیماری اور سگریٹیں سونگھی جا سکتی ہیں۔

ادمیر کی عمر ۱۳ سال ہے اس کے بال بھورے ہیں اور وہ چھٹی جماعت کا طالب علم ہے۔ اس نے بہت سے بڑی عمر کے لوگوں سے زیادہ بہتر طریق پر ان مشکلات میں اپنا وقت گذارا ہے اگرچہ وہ لگتا تو گلی میں گھومنے پھرنے والا لڑکا ہے لیکن دل کو موہ لیتا ہے اور جب وہ اپنی مشکلات کے متعلق باتیں کرتا ہے تو یوں لگتا ہے کہ وہ ایک ایکشن موویز بیان کر رہا ہے جو اس نے خواب کی طرح دیکھی ہو۔

لیکن یہ حقیقی مناظر ہیں اور جب وہ بات کرتا تو اس کے قریب لیٹے ہوئے فوجی بھی خاموش ہو جاتے ہیں اور اس کی بات سننے لگتے ہیں۔

سربرینیکا ایسی جگہ ہے جہاں سربوں نے روزانہ حملے کئے ہیں اس کا محاصرہ کیا ہوا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق اس پر بم گراتے رہتے ہیں آج سے دو ہفتے قبل انہوں نے شہر کا وہ حصہ جہاں بہت سے لوگ موجود تھے حملے کئے ان حملوں کے نتیجے میں پچاس افراد مارے گئے جن میں سے بہت سے بچے تھے جو ایک گراؤنڈ میں کھیل رہے تھے۔

ادمیر نے بتایا کہ پہلا بم کچھ فاصلے پر گرا وہ لوگ جو زیادہ تجربہ کار تھے وہ اپنے آپ کو چھپانے کے لئے وہاں سے دوڑ پڑے لیکن مجھے تو اس بات کا علم ہی نہیں تھا جب دوسرا بم گرا تو مجھے یوں لگا کہ مجھے اس نے اٹھا کے ہوا میں پھینک دیا ہے مجھے یہ معلوم ہی نہ ہوا کہ میں زخمی ہو گیا ہوں حتیٰ کہ میں نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو اس میں سے خون بہہ رہا تھا۔

صرف بوسنیا میں اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک خوش قسمت بچہ تھا اس کے دائیں ہاتھ پر شیل کے ٹکڑوں سے بہت سے زخم آئے۔ اسی طرح اس کی کمر پر بھی اور ٹانگوں پر بھی لیکن وہ ابھی تک زندہ تھا اس کے اردگرد کے لوگ مر چکے تھے۔ وہ بوسنیا کی جنگ میں ایک ایسی جگہ پر تھا جہاں سب سے زیادہ خطرناک لڑائی ہوئی وہ کہتا ہے میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ان کی ٹانگیں نہیں ہیں یا ان کی ٹانگیں ہیں تو ان کے معدے نہیں ہیں میں نے دماغوں کو سر میں سے نکل کر اڑتے ہوئے دیکھا۔ جبڑوں کو بھی اسی طرح اڑتے دیکھا اس نے اپنی کمر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ یہاں تک تو وہ تھا لیکن اس کے اوپر کچھ موجود نہ تھا کئی لوگ ایسے بھی تھے جن کے سر موجود نہیں تھے۔

ادمیر پیٹ کے بل چلتے ہوئے ایک سرحی کے نیچے چھپنے کے لئے چلا گیا جب لڑائی ختم ہوئی تو وہ پیدل چل کر ہسپتال پہنچا جہاں ٹریکٹر آ رہے تھے جو انسانی جسموں سے بھرے پڑے تھے۔ سربرینیکا میں زیادہ زخمی ہو جانے کا مطلب موت ہی کی سزا سمجھ لیجئے کیونکہ وہاں سرجن بھی صرف ایک ہی ہیں دوائیاں بھی کم ہیں اور اس کے علاوہ پٹیاں بھی بہت کم ہیں۔

ادمیر کو ٹانکے لگائے گئے اس کے ایک دن بعد پورے سال میں پہلی دفعہ اسے تھوڑی سی خوشی قسمتی حاصل ہوئی۔ اقوام متحدہ کا ایک خوراک کا کانوائے شہر میں پہنچ چکا تھا اور خالی ٹرک عورتوں بچوں اور بوڑھے لوگوں کو وہاں سے نکال کر لے جا رہے تھے۔ اقوام متحدہ کے ایک سپاہی نے ادمیر کو اٹھا کر اپنے ٹرک میں ڈال لیا جس میں پہلے ہی بہت سے مسلمان بھرے ہوئے تھے اور اسے وہاں سے شہر سے باہر لے گیا۔

ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا جب خوشی کا لمحہ منایا جائے سفید ٹرک جن کے اوپر بہت بڑے بڑے حروف میں یو۔این۔او یعنی اقوام متحدہ لکھا ہوتا ہے طزلہ جا رہے تھے جو کہ مسلمانوں کا ایک شہر ہے لیکن انہیں سرب کے علاقے میں سے گذرنا تھا۔ سربوں نے اس بات سے اتفاق کر لیا تھا کہ وہ وہاں سے گذریں کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ شہر خالی کروا لیا جائے۔ اور اسے قبضے میں لے لیا جائے۔

ادمیر ایک دیانت دار بچہ ہے اور وہ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ وہ گذشتہ سال کئی موقعوں پر بہت زیادہ خوفزدہ ہو گیا تھا وہ کئی دفعہ اپنے گاؤں میں بھاگ کر اپنے گھر میں گھس گیا جبکہ آرکانو کسی اس کے پاس سے گذرے اور اس کی طرف انہوں نے اپنی بندوقیں تان لیں وہ اپنے گھر میں جا کر فرنیچر کے نیچے چھپ گیا اور اس بات کا بھی اعتراف کرتا ہے کہ اسے اس بات کا خطرہ تھا کہ وہ بھوک سے ہلاک ہو جائے گا لیکن طزلہ تک جانا اس کے لئے سب سے زیادہ مشکل کا باعث تھا۔ ادمیر کا کانوائے جیسے کہ اس سے پہلے بھی اس پر سرب شہریوں نے حملہ کیا یہ لوگ سڑک کے کنارے کھڑے تھے اور یہ بوسنیا کے لئے عجیب بات ہے کہ حفاظت کی جگہ پر جانا ہی اتنا خطرناک ہے۔ ادمیر نے بتایا سرب لوگ ہم پر نعرے لگا رہے تھے یعنی ہمارے خلاف وہ پتھر ہم پر پھینک رہے تھے اور ہمیں گالیاں دے رہے تھے وہ کہتا ہے کہ میں چلایا اور یہ سمجھا کہ وہ مجھے باہر نکال لیں گے اور ہلاک کر دیں گے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

ادمیر کو یہ بات یاد ہے کہ ایک سال قبل وہ ایک سرب لڑکے کے ساتھ اپنے گاؤں کے سکول میں اس کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا اور وہ دونوں بہترین دوست تھے ادمیر کی خواہش ہے کہ وہ اس گاؤں میں واپس چلا جائے وہ اپنے گھر پہنچ جائے اور اسی سکول میں جہاں وہ پڑھا کرتا تھا۔ لیکن اب وہ یہ نہیں چاہتا کہ وہ اس سرب لڑکے کے قریب بیٹھے یا سربوں کے ساتھ اپنی زندگی گذارے وہ کہتا ہے اور یہ کہتے ہوئے اپنے سر کو زور زور سے ہلاتا ہے اب ایسا کبھی نہیں ہو گا کبھی بھی نہیں۔

ہم اپنے احمدی نوجوانوں سے گذارش کریں گے کہ اگر نوکریاں ملیں تو نوکریاں بھی کریں لیکن اتنی جتنی کی ملک کو اشد ضرورت ہو۔ ان میں سے زیادہ تر تاجر اور صناع بنیں۔ تجارت کریں اور اس قدر تجارت کریں کہ دنیا کے بڑے بڑے تاجروں میں ان کا شمار ہو۔ صنعتکاری کریں اور دنیا کی ہر چیز بنانے کی کوشش کریں اور دنیا بھر کی منڈیوں کو اپنی مصنوعات سے بھر دیں۔ اس بات میں ہماری اپنی ترقی اور ہمارے پیارے پاکستان کی ترقی کا راز ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات — نون سین

ایچ آئی وی بیماری

عالمی تنظیم صحت کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق ایک کروڑ چالیس لاکھ افراد ایچ آئی وی سے متاثر ہو چکے ہیں۔ سال ۲۰۰۰ء تک تنظیم عالمی صحت کے اندازے کے مطابق تین سے چار کروڑ افراد تک اس مرض سے متاثر ہو سکتے ہیں سب سے زیادہ متاثرہ علاقہ افریقہ کا تحت الصحرا ہے۔ جہاں اس تنظیم کے اندازوں کے مطابق اسی لاکھ افراد اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں اور اس تعداد کا نصف یا ۲/۳ افریقہ کے مشرق اور وسط میں ہے۔ حالانکہ اس علاقے کی آبادی تحت الصحرا کے علاقے میں ۱/۶ بنتی ہے۔ اب تک وسطی اور مشرقی افریقہ کے علاقوں کو اس بیماری نے زیادہ تر متاثر کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بالغ لوگوں میں سے ہر تین میں سے ایک اس وائرس کا شکار ہو چکا ہے اور یہ بیماری ان علاقوں میں بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ خاص طور پر دیہاتی علاقوں میں اور جنوبی اور مغربی افریقہ کو بھی متاثر کرنے لگی ہے۔ ایچ۔ آئی۔ وی۔ سے متاثر ہونے کے سب سے زیادہ مواقع جنوب اور جنوب مشرقی ایشیاء میں ہیں۔ جہاں یہ بیماری ایک متعدی بیماری کی صورت میں پھیل رہی ہے۔ اب یہاں بالکل ایسی ہی حالت ہے جیسے آج سے دس سال قبل افریقہ کے تحت الصحرا میں تھی۔

تنظیم عالمی صحت کے اندازوں کے مطابق بیس لاکھ بالغ ایچ آئی وی سے جنوب اور جنوب مشرقی ایشیا میں متاثر ہو چکے ہیں۔ جبکہ جن لوگوں کو یہ بیماری لاحق ہو جاتی ہے ان میں سے اکثر کی رپورٹیں ہندوستان اور تھائی لینڈ سے ملتی ہیں۔ یہ ایشیا ہی سے اس بیماری کا پھیلاؤ ہے۔ جو افریقہ کو متاثر کرتا ہے۔ عالمی تنظیم صحت کے حکام کہتے ہیں کہ اب جنوب اور جنوب مشرقی ایشیا میں اس بیماری کے پھیلاؤ کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔ ایشیا میں ہو سکتا ہے کہ عنقریب افریقہ سے بھی زیادہ ایسے علاقے ہوں۔ جہاں پر اس سلسلے میں تشویش پیدا ہو جائے۔ لاطینی امریکہ میں بھی کہا جاتا ہے کہ پندرہ لاکھ افراد اس سے متاثر ہو چکے ہیں دنیا کے بعض حصے اس بیماری کی زد میں اس طرح آ چکے ہیں گویا یہ ایک انتہائی تکلیف دہ مصیبت ہے البتہ خوش قسمتی یہ ہے کہ گذشتہ دس سال کے تجربے نے متعلقہ ڈاکٹروں پر یہ بات ظاہر کر دی ہے کہ اس بیماری سے بچنے کے کیا طریق ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نہ صرف ہزاروں بلکہ دسیوں لاکھ افراد کو اس بیماری سے بچا کر موت کے منہ میں جانے سے روک سکتے ہیں۔

سہارتو — گولڈ میڈل

انڈونیشیا میں تعلیم کے فروغ کے سلسلے میں یونیسکو نے صدر انڈونیشیا سہارتو کو ایک سونے کا میڈل دیا ہے جسے ابو سینا گولڈ میڈل کہا جاتا ہے۔ اور اسکے ساتھ ایک سرٹیفکیٹ تھا۔ انڈونیشیا دورے پر گئے ہوئے یونیسکو کے ڈائریکٹر جنرل فیڈریکو مائیر FEDERICO نے سہارتو کو پیش کیا۔ سرٹیفکیٹ میں کہا گیا ہے کہ صدر سہارتو نے تعلیم کے فروغ کے لئے نہایت شاندار مسلسل کوششیں کی ہیں۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ یہ کوششیں ہمارے آئیڈیل اور اہداف کے عین مطابق ہیں۔ یہ گولڈ میڈل اور سرٹیفکیٹ قصر صدر مملکت میں دیا گیا۔ سہارتو یہ اعزاز لینے والے پہلے شخص ہیں جنہوں نے تعلیم کی اہمیت کو پیش نظر رکھا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ جب سے سہارتو نے انڈونیشیا کی لیڈرشپ سنبھالی ہے۔ یعنی ۱۹۶۸ء اس وقت سے وہ تعلیم کے فروغ کے لئے کوشاں ہیں

ماں اور بچہ کی صحت

لاہور میں آبادی کی پلاننگ کے سلسلے میں ایک دو روزہ سیمینار منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر حاضرین کو بتایا گیا کہ آبادی کی پلاننگ کا اصل مقصد یہ ہے کہ ماں اور بچے کی صحت کا خیال رکھیں۔ یہ بات فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف پاکستان (ایف۔پی۔اے۔پی) کے چیف ایگزیکٹو پروفیسر لئیق احمد نے کہی آپ نے یہ بھی کہا کہ اس سلسلے میں علماء کو اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیئے۔ اس ورکشاپ کی صدارت ڈاکٹر رشید احمد جالندھری نے کی جو انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک کلچر کے ڈائریکٹر ہیں۔

پروفیسر لئیق احمد نے بتایا کہ ہر ہفتے دنیا میں ۲½ لاکھ بچے ایسی بیماریوں سے مرتے ہیں جو تھوڑی سی احتیاط اور علاج کے ساتھ روکی جا سکتی تھیں۔ آپ نے کہا کہ اسی بات کی شدید ضرورت ہے کہ عوام الناس کو یہ بتایا جائے کہ ماں اور بچے کی صحت کا کس طرح خیال رکھا جا سکتا ہے۔ اس ورکشاپ میں یہ بات بھی پیش کی گئی کہ جہاں تک منصوبہ بندی کا تعلق ہے اسے زندگی کے ہر شعبے پر حاوی کرنا چاہیئے اور معاشرے کے تمام لوگوں کو مل جل کر ہی اس سلسلے میں کام کرنے کی ضرورت ہے کون نہیں چاہتا کہ ماں کی صحت بھی اچھی ہو اور بچے کی بھی۔ اس لئے ہم سب کا یہ فرض ہے کہ ہم عوام الناس کو بتائیں کہ یہ دونوں باتیں کس طرح حاصل کی جا سکتی ہیں۔

انہوں نے علماء کی طرف توجہ مبذول کرتے ہوئے کہا کہ انہیں زکوٰۃ فنڈ سے روپیہ ملنا چاہیئے۔ تاکہ وہ اس پیغام کو ملک کے کونے کونے میں پھیلائیں حقیقت یہ ہے کہ ماں اور بچے کی صحت نہ صرف انفرادی طور پر ان کے لئے اہمیت رکھتی ہے۔ بلکہ قومی سطح پر بھی اس بات کو خاص اہمیت حاصل ہے کہ ماں بھی صحت مند ہو اور بچے بھی صحت مند ہوں۔ اور اس کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ بچوں کی پیدائش کے درمیان مناسب وقفہ ہونا چاہیئے۔

گندم اور چاول کو محفوظ کرنے کیلئے گولیاں

گندم۔ چاول وغیرہ کو سٹور میں محفوظ کرنے کے لئے درج ذیل گولیاں تجربہ شدہ ہیں۔ ان کو استعمال کیا جائے تو کھپرا، سسری وغیرہ سے غلّہ محفوظ ہو جاتا ہے:۔

۱۔ ڈیٹیا DETIA
۲۔ فاسٹاکسین PHOSTOXIN
۳۔ ایگٹاکسین AGTOXIN

ایک بوری گندم کے لئے ایک گولی کافی ہوتی ہے۔ گولی رکھ کر ڈرم وغیرہ کو گارا۔ آٹا وغیرہ لگا کر AIR TIGHT کر دیا جاتا ہے۔ ہفتہ عشرہ غلّہ بند رہے۔ یہ دوائی زرعی ادویات کی دوکانوں سے مل جاتی ہے۔ دفتر ہذا سے بھی فراہم کی جاتی ہے۔

انسانی قدروں کی بحالی

انسانی قدروں کی بحالی کے ضمن میں عالمگیر تحریک چلانے کے سلسلے میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

"ہر پہلو سے اہلِ دانش، اہلِ قلم اہلِ دل لوگوں کو جماعت احمدیہ کی طرف سے سمجھا کر محبت سے پیار سے یہ باتیں پہنچانا ضروری ہیں اور سارا سال آئندہ دنیا کی ہر جماعت جو میرے اس پیغام کو سن رہی ہے اس میں چھوٹے بڑے سب شریک ہو جائیں۔"

بقیہ: صد ۴

کرتے تھے۔ خاکسار راقم الحروف کو بھی بعض محافل میں شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ ایک دن محترم ڈاکٹر نصیر خان صاحب نے بتایا کہ لاہور کے ایک مشہور ادیب اور صحافی مکرم ستار طاہر نے دعوت قبول کر لی ہے اور میں ان کو آج شام اپنے گھر بلا رہا ہوں۔ تم بھی آجاؤ۔ ستار طاہر صاحب کا نام بہت معروف تھا۔ متعدد رسالوں میں انکی تخلیقات پڑھنے کا موقع ملا تھا۔ اس خبر سے بے حد خوشی ہوئی۔ چنانچہ شام کو خاکسار محترم ڈاکٹر نصیر خان کے ہاں حاضر ہوا محترم ستار طاہر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اس مجلس میں محترم نسیم سیفی صاحب محترم چوہدری محمد علی صاحب محترم ڈاکٹر ناصر احمد صاحب پرواز ی محترم مولانا مسعود احمد دہلوی سابق ایڈیٹر الفضل مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر مکرم الیاس منیر صاحب حال اسیر راہ مولا فیصل آباد جیل جو اس وقت غالباً خالد کے ایڈیٹر تھے اور بعض اور احباب بھی موجود تھے۔ محترم ستار طاہر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ شاعر حضرات نے اپنا کلام سنایا۔ محترم ستار طاہر صاحب سب کو سنتے رہے۔ بیشتر وقت خاموش رہے۔ ہم سب مسرت اور استعجاب کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ان کو دیکھتے رہے۔ محترم ڈاکٹر نصیر خان نے پرتکلف چائے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ یہ خاکسار کی محترم ستار طاہر صاحب سے پہلی اور آخری ملاقات تھی۔

اللہ ان کے درجات بلند کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس تراشے کا ترجمہ صفحہ ۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

13-year-old Muslim was at ground zero of Serbian massacre

By PETER MAASS
Washington Post

TUZLA, Bosnia — Admir Mujic is a scrawny kid who can barely lift a rifle, but he has seen as much death and misery as front-line soldiers.

His mother was shot by Serb neighbors as she fed her cows. When a notorious band of fighters from Serbia, the "Arkanovci," began terrorizing his Muslim village, Admir fled for the hills. He trekked to Srebrenica, which became the target of a Serb siege, and conditions turned more hellish.

Admir shared a room with nine other Muslims and nearly starved. He stayed alive by going out at night and fighting for food dropped from the sky by American airplanes. He saw people kill each other as they swarmed, like desperate ants, over the crates of food.

"Everyone was fighting — children, women and grown men," Admir said. "Nobody cared about being shot by the Serbs. They were near, but we were too hungry to pay attention to that."

That's the nicer half of his story.

It is told from Admir's hospital bed in Tuzla, a Muslim stronghold. The beds are crammed next to each other in the small room — one for Admir, nursing a badly injured hand, the four others for soldiers who have lost legs or arms, or had their chests pierced open by Serb shells. The air smells of sickness and cigarettes.

Admir is 13, a brown-haired sixth-grader who has weathered his ordeal better than many adults might have. He is streetwise yet charming, and as he chatters about his ups and downs, it seems as though he is describing a fast-paced action movie he has watched, or recounting a fantasy he has dreamed up.

But it is real, and when he talks, even the soldiers next to him turn silent and listen.

Srebrenica has faced daily attacks from the Serbs who are besieging it and bombing it at will. Two weeks ago, the Serbs plastered the crowded town center with salvo after salvo of mortar shells. About 56 people were killed, many of them children who were on a playing field.

"The first bomb fell at a distance," Admir said. "The people who were more experienced ran for cover. But I didn't know. When the next bomb fell, it knocked me into the air. I didn't know I was wounded until I looked at my hand. It was all bloody."

Only in Bosnia could he be considered one of the lucky ones. Bits of searing hot shrapnel had shredded his right hand and torn into his back and legs, but he was still alive. Not the others around him. He was at ground zero of one of the worst civilian massacres in Bosnia's war.

"I saw people without legs, or with legs but no stomach," Admir said. "I saw brains blown out, jaws blown out." He motioned to his waist. "I saw a body from here, and from upward, nothing. There were people without heads."

Admir crawled for cover under a stairwell. When the shelling stopped, he walked to the hospital, where tractors were pulling up, full of bodies. To be seriously injured in Srebrenica is almost a death sentence, because the town has only one surgeon, little medicine and few bandages.

Admir was stitched together. A day later, for the first time in a year, he had a bit of luck. A U.N. food convoy had arrived in the town, and the empty trucks were evacuating women, children and old people. A U.N. soldier heaved Admir aboard one of the trucks, stuffed full of other Muslims desperate to get out of a town on the edge of extinction.

It was not yet time to celebrate. The white trucks with big "UN" letters on their sides were headed to Tuzla, a Muslim city, but they had to traverse Serb territory. Serb leaders had agreed to this because they wanted to empty the town and capture it.

Admir is an honest kid, and he admits he was often scared in the past year. He admits running into his house in his village when the "Arkanovci" drove past and pointed their guns at him. He hid under furniture. And he admits to being scared about dying of hunger in Srebrenica. But nothing was worse than the trip to Tuzla.

Admir's convoy, like those before it and those after it, was attacked by Serb civilians who lined the route. It is a Bosnian irony that a drive to safety is so terrifying. "The Serbs were shouting at us, throwing rocks, cursing us," he said. "I cried. I thought they would take me out and kill me."

But they didn't. Admir remembers that just a year ago he sat next to a Serb boy in his village school, and that they were the best of friends. Admir wants to return to the village, return to his home and to the school, but he doesn't want to sit next to that Serb boy or live with Serbs.

"Never again" he says, shaking his head. "Never."

اسیرانِ راہ مولیٰ کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست

احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ اسیرانِ راہ مولیٰ کی جلد اور باعزت رہائی کے لئے خصوصی دعائیں جاری رکھیں۔ ساہیوال کیس کے اسیران کی اسیری کو نو سال ہو رہے ہیں۔ ان میں مربی سلسلہ مکرم الیاس منیر صاحب بھی شامل ہیں۔ ان کے بیٹے عزیز خالد الیاس کی صحت یابی اور ذہنی وجسمانی ترقیات کے لئے بھی دعاؤں کی درخواست ہے۔

خیرات کر اب ان کی رہائی میرے آقا
کشکول میں بھر دے جو مرے دل میں بھرا ہے

کیور۔ ہیٹو سسٹم

سے آپ کیا کیا فائدے حاصل کر سکتے ہیں؟

لٹریچر مفت

ایک روپے کا واپسی ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔

کیور۔ ہیٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
گول بازار۔ ربوہ پاکستان۔ فون آفس 771 کلینک 606

روائتی زیورات
جدید فیشن کے ساتھ
شریف گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
پروپرائیٹر:۔ حنیف احمد کامران
فون:۔ ۶۴۹ - ۰۴۵۲۴

ڈرمیکس۔ ڈرموکیور کریم
خارش، داد، چنبل، اگزیما، پھوڑے پھنسیاں اور دیگر بے شمار جلدی عوارض کی ایک ہی کریم انگریزی یونانی اور ہومیو پیتھک سٹورز سے بھی مل سکتی ہے۔
ـــ تیار کردہ ـــ
بھٹی ہومیو پیتھک کلینک۔ جرمن بازار ربوہ

ایک وقت میں تین کام

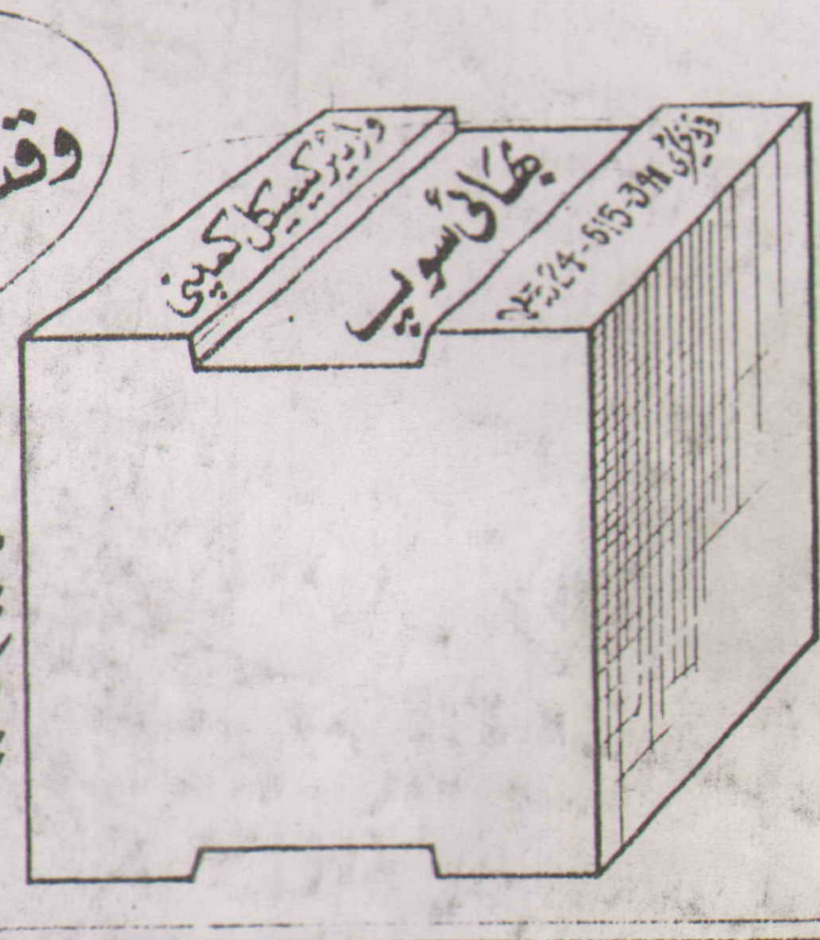

دھوئے بھی
چمکائے بھی
کپڑوں کو مہکائے بھی

WARRIOR بھائی سوپ رجسٹرڈ WARRIOR

وزن میں پورا ◉ معیار میں اعلیٰ

بھائی سوپ جدید اور اعلیٰ اجزاء سے تیار ہونے والا صابن جو کپڑوں کو صاف کرنے کیساتھ ساتھ متعدی امراض کے جراثیموں سے بھی پاک کرتا ہے۔
اونی سوتی اور ریشمی کپڑوں کی اعلیٰ دھلائی کے لئے مشہور زمانہ وارئیر کیمیکل کمپنی کا بھائی سوپ استعمال کریں!

وارئیر کیمیکل کمپنی (رجسٹرڈ) پاکستان فیصل آباد

فون نمبر سیل آفس فیصل آباد ۷۱۷۷۶۴ - ۴۷۷۶۴۴
فیکٹری ۶۱۵ - ۳۴۰ / ۰۴۵۲۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲۸ جون۔ گرمی کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا ہے۔

○ صدر اور وزیر اعظم کے درمیان قریباً ڈھائی ماہ کے وقفے کے بعد ایوان صدر میں ڈیڑھ گھنٹہ تک ملاقات ہوئی۔ ذرائع کے مطابق وزیر اعظم نے صدر سے کہا کہ وہ صوبائی گورنروں اور وزرائے اعلیٰ کو مرکز گریز ہونے کی بجائے مرکز سے تعاون کا رویہ اپنانے کی تلقین کریں۔ وزیر اعظم نے صدر اسحٰق کو بعض دستاویزات بھی دکھائیں۔ صدر مملکت نے گورنروں اور وزرائے اعلیٰ کے مؤقف کی حمایت کی۔ وزیر اعظم نے ملاقات کے بعد بتایا کہ صدر کے ساتھ ملاقات بہت اچھی رہی۔ ہم نے دل کھول کر گفتگو کی۔ پہلے حالات اور تھے اب اور ہیں۔ ملاقات کے بعد وزیر اعظم نے اپنے سیاسی آئینی اور قانونی مشیروں سے مشورے کئے۔

○ حکومت پنجاب نے لاہور ہائیکورٹ کو یقین دہانی کروائی ہے کہ پنجاب اسمبلی کا بجٹ اجلاس ۳۰ جون کو طلب کیا جائے گا۔ عدالت نے ہدایت کی ہے کہ حکومت اس یقین دہانی پر سختی سے عمل کروائے اور اس کی مناسب تشہیر کرے۔

○ امریکہ نے پھر بغداد پر حملہ کر دیا۔ میزائیلوں کی بارش سے ۸ افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے علی الصبح دو بجے بحیرہ احمر میں موجود دو امریکی جہازوں سے ۲۳ ٹام ہاک میزائیل داغے گئے جو بغداد میں انٹیلی جنس سروس کے دفتر پر گرے اور عمارت ملبے کا ڈھیر بن کر رہ گئی۔

○ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں پی ڈی اے کی شرکت کا امکان پیدا ہو رہا ہے۔ ڈپٹی اپوزیشن لیڈر مسٹر افضل خان نے اجلاس میں شرکت کا اعلان کر دیا ہے۔

○ آل پارٹیز کانفرنس نے صدر سے مطالبہ کیا ہے کہ فوراً مڈٹرم الیکشن کرائے جائیں۔ اسمبلیاں نہ ٹوٹیں تو مارشل لاء آجائے گا۔

○ محترمہ بے نظیر نے کہا ہے کہ ملک میں خانہ جنگی ہونے والی ہے صدر اور وزیر اعظم میں سے کسی ایک کو اپنا آخری اختیار استعمال کرنا ہوگا۔

○ پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے لوٹا بردار جلوس نے پنجاب اسمبلی پر ہلہ بول دیا اور توڑ پھوڑ کی کوشش کی۔ مظاہرین کی پولیس سے بھی جھڑپ ہوئی۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ وفاقی حکومت رینجرز کے ذریعے لاہور پر لشکر کشی کا منصوبہ بنا رہی ہے۔

○ محترمہ بے نظیر نے کہا ہے کہ انہوں نے سپیکر کو اپنے ان خدشات سے آگاہ کر دیا ہے کہ وفاقی حکومت پنجاب اور سندھ کے اختیارات پر کنٹرول چاہتی ہے۔

○ ملک کی سیاسی فضا ایک بار پھر خطروں وسوسوں اور افواہوں سے دھندلا گئی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ صدر نے اکتوبر میں عام انتخابات کا منصوبہ تیار کر لیا ہے۔ یہ انتخابات فوج کی نگرانی میں کرائے جا سکتے ہیں۔

○ لاہور ہائیکورٹ نے سیکرٹری اسمبلی کی برآمدگی آئی ایس آئی اور ملٹری انٹیلی جنس کے ذریعے کرانے کا مطالبہ مسترد کر دیا ہے۔

○ مسٹر غلام مصطفٰے جتوئی نے کہا ہے کہ حالات افراتفری کی طرف بڑھ رہے ہیں مرکز اور صوبائی فورسز میں جنگ چھڑ سکتی ہے۔

○ نائیجیریا کے فوجی حکمران نے صدارتی انتخابات کا اعلان کر دیا ہے۔

○ ایران نے امریکہ کے ساتھ سمجھوتے کے امکان کو رد کر دیا ہے۔ ایران نے کہا ہے کہ امریکہ نے سربوں کو پورا موقع دیا کہ وہ بوسنیائی مسلمانوں کو اپنے عتاب کا نشانہ بنائیں۔

اعلان تعطیل

مورخہ ۳۰ جون اور یکم جولائی ۱۹۹۳ء (بروز بدھ و جمعرات) دفتر الفضل میں تعطیل ہوگی لہٰذا ان تاریخوں کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

مینیجر الفضل

شیزان

پاکستان میں
تازہ پھلوں کی مصنوعات
بنانے والا
سب سے بڑا ادارہ

Shezan International Ltd., Lahore-Karachi.

adcom 111-89

سوزوکی سوفٹ کار برائے فوری فروخت

سوزوکی سوفٹ کار ۱۰۰۰ سی سی گہرا نیلا رنگ۔ رجسٹرڈ ۱۹۸۸ء

جاپان اسمبلڈ۔ بمعہ ایئرکنڈیشنڈ۔ ہیٹر۔ ریڈیو۔ ٹیپ۔ نہایت اچھی حالت میں برائے فوری فروخت موجود ہے۔

رابطہ کیلئے:۔ ڈاکٹر رشید محمد راشد
آئی سپیشلسٹ
فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ
فون رہائش:۔ ۸۷۳